دینی وسماجی بیداری اور مساجد

ابوالاعلیٰ سیّد سبحانی

اسلام کے پیشِ نظر جس معاشرے کی تشکیل ہے اس معاشرے میں مساجد کا رول کلیدی اہمیت کا حامل ہے۔ اسلامی معاشرہ مسجد سے گہری وابستگی رکھتا ہے اور اس کی طرف بار بار رجوع ہوتا ہے، رب سے اپنے تعلق کو مضبوط اور خوب مضبوط کرنے کے لیے بھی اور بندوں کے ساتھ اپنے تعلقات کو درست اور مطلوبہ انداز میں جاری رکھنے کے لیے بھی۔ اللہ رب العزت کی بارگاہ میں مساجد کے ساتھ مومنین کا یہ تعلق اور یہ وابستگی بہت ہی پسندیدہ اور مقبول ہوتی ہے۔ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ سات قسم کے لوگوں کو اپنے عرش کے سایے میں جگہ دے گا، جس دن عرشِ الٰہی کے سوا کوئی سایہ نہیں ہوگا، کوئی سہارا نہیں ہوگا۔ اس میں ایک وہ شخص ہوگا جس کا دل مساجد سے مستقل طور پر وابستہ رہتا ہے:

سَبْعَةٌ يُظِلُّهُمُ اللهُ فِيْ ظِلِّهِ يَوْمَ لَا ظِلَّ اِلَّا ظِلُّهُ اِمَامٌ عَادِلٌ، وَشَابٌّ نَشَأَ فِيْ عِبَادَةِ اللهِ، وَرَجُلٌ قَلْبُهُ مُعَلَّقٌ بِالْمَسَاجِدِ، وَرَجُلَانِ تَحَابَّا فِي اللهِ، اِجْتَمَعَا عَلَيْهِ وَتَفَرَّقَا عَلَيْهِ، وَرَجُلٌ دَعَتْهُ امْرَأَةٌ ذَاتُ مَنْصِبٍ وَجَمَالٍ، فَقَالَ اِنِّيْ اَخَافُ اللهَ، وَرَجُلٌ تَصَدَّقَ بِصَدَقَةٍ، فَاَخْفَاهَا حَتّٰى لَا تَعْلَمَ شِمَالُهُ مَا تُنْفِقُ يَمِيْنُهُ، وَرَجُلٌ ذَكَرَ اللهَ خَالِيًا فَفَاضَتْ عَيْنَاهُ (بخاری، کتاب الاذان، حدیث ۶۴۰)

قرآن مجید میں مساجد کی آبادکاری کو ایمان کے ساتھ مربوط کر کے پیش کیا گیا ہے:

مَا كَانَ لِلْمُشْرِكِيْنَ اَنْ يَّعْمُرُوْا مَسٰجِدَ اللهِ شٰهِدِيْنَ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ بِالْكُفْرِ ۭ اُولٰۗىِٕكَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ ښ وَفِي النَّارِ هُمْ خٰلِدُوْنَ ۝ اِنَّمَا يَعْمُرُ مَسٰجِدَ اللهِ

مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰہِ وَ الْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَ اَقَامَ الصَّلٰوۃَ وَ اٰتَی الزَّکٰوۃَ وَلَمْ یَخْشَ اِلَّا اللّٰہَ فَعَسٰٓی اُولٰٓئِکَ اَنْ یَّکُوْنُوْا مِنَ الْمُھْتَدِیْنَ o (التوبہ ۹: ۱۷-۱۸) مشرکوں کو زیبا نہیں کہ اللہ کی مسجدوں کو آباد کریں، جب کہ وہ اپنے آپ پر کفر کی گواہی دے رہے ہیں، ان لوگوں کے سب اعمال بیکار ہیں اور یہ ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے۔ اللہ کی مسجدوں کو تو وہ لوگ آباد کرتے ہیں جو اللہ پر اور روزِ قیامت پر ایمان لاتے اور نماز پڑھتے اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور اللہ کے سوا کسی سے نہیں ڈرتے، یہی لوگ امید ہے کہ ہدایت یافتہ لوگوں میں (داخل) ہوں۔

یہ خدائے ذوالجلال کی جانب سے اُمت مسلمہ کے لیے ایک شان دار انتظام ہے، اپنے رب سے وابستگی کا، اپنے رب کی ہدایات سے وابستگی کا، اور اپنے جیسے دوسرے بندگانِ خدا سے وابستگی کا۔ ربِ کائنات کی جانب سے اس وابستگی کو یقینی بنانے کے لیے انتظام بھی خوب کیا گیا ہے، روزانہ پانچ وقت باجماعت نماز کے لیے لازمی حاضری کی صورت میں بھی اور ہفتہ میں جمعہ کے روز بڑے اجتماع میں لازمی شرکت کی صورت میں بھی۔

عہد نبویؐ میں مسجد کا کردار

پیغمبر آخرالزماں صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلامی معاشرے میں مساجد کی اہمیت اور معاشرے کی تشکیل میں مساجد کے غیر معمولی رول کی بہت ہی شان دار اور بہت ہی عملی مثال قائم کی ہے۔ یہ مثال اللہ کے رسولؐ کی پوری زندگی میں اسی آب وتاب کے ساتھ قائم رہی، اور آپؐ کے بعد خلفاے راشدین رضوان اللہ علیہم اجمعین کے دور میں بھی اسی آب وتاب کے ساتھ جاری رہی۔ دورِ نبویؐ کی مساجد اور ان مساجد کی سرگرمیاں، بالخصوص مسجد نبویؐ کے سلسلے میں وارد روایتوں میں موجود تفصیلات، اسلامی معاشرے میں مساجد کے مطلوبہ رول سے متعلق بہترین رہنمائی پیش کرتی ہیں۔

- مسجد نبویؐ میں پنج وقتہ نمازوں کے لیے پورا مسلم معاشرہ جمع ہوتا تھا، مرد بھی جمع ہوتے تھے، خواتین بھی جمع ہوتی تھیں اور بچے بھی جمع ہوتے تھے، اور مسجد میں سب کے لیے اُن کے مناسب حال صفیں متعین ہوتی تھیں۔
- نمازوں کے بعد اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول تھا کہ جب بھی کسی اجتماعی

رہنمائی کی ضرورت محسوس ہوتی آپؐ خطاب فرمایا کرتے تھے۔ اس وقت بھی پورا مسلم معاشرہ وہاں موجود ہوتا تھا، مرد بھی موجود ہوتے تھے اور خواتین بھی موجود ہوتی تھیں۔

○ جمعہ کے دن آپؐ کا معمول تھا کہ اس بڑے اجتماع کو مخاطب کرتے ہوئے ہفتہ بھر کے تناظر میں ضروری اور عملی قسم کی رہنمائی پیش فرماتے۔ اس وقت بھی پورا معاشرہ، مرد بھی اور خواتین بھی، مسجد میں موجود ہوتا۔

○ اس کے علاوہ آپؐ کا معمول تھا کہ مختلف اوقات میں مسجد میں ٹھیرتے، وہاں آپؐ کی مجلس لگتی، جہاں مرد وخواتین سب کے لیے موقع ہوتا کہ وہ حسب ضرورت مختلف امور کے سلسلے میں آپؐ سے انفرادی طور پر بھی اور اجتماعی طور پر بھی رہنمائی حاصل کرسکیں۔ روایتوں میں آتا ہے کہ ایک بار خواتین نے مطالبہ کیا کہ بہت سے مسائل وہ ہیں جو اس طرح کی مجلسوں میں وہ نہیں پوچھ سکتی ہیں، لہٰذا ایک دن اُن کے لیے مختص کر دیا جائے، جس میں وہ اپنے مخصوص مسائل کے سلسلے میں واضح رہنمائی حاصل کرسکیں۔ ان مجلسوں کے علاوہ بھی جب کبھی آپ ضرورت محسوس کرتے، مسجد میں جمع ہونے کا حکم دے دیتے اور سارا مدینہ آپؐ کو سننے کے لیے بے تابی کے ساتھ وہاں موجود ہوتا۔

○ مسجد نبویؐ میں منعقد مجالس محض تذکیری یا دینی مجالس ہی نہیں ہوتی تھیں، بلکہ ان مجالس میں کافی تنوع پایا جاتا تھا۔ کبھی شعر وشاعری کی مجلس منعقد ہوتی اور شاعر رسول حضرت حسان بن ثابتؓ اور دیگر شعراے رسولؐ سامعین کو محظوظ کررہے ہوتے، اور کبھی کسی قسم کا مسابقہ منعقد ہوتا، جہاں شرکاے مسابقہ اپنے اپنے جوہر دکھارہے ہوتے اور وہاں موجود دیگر افراد بھی محظوظ ہورہے ہوتے۔ مشہور واقعہ ہے کہ ایک مرتبہ کچھ حبشی اپنے مخصوص کھیل کھیل رہے تھے، اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا آپؐ کی اُوٹ میں کھڑی وہ کھیل دیکھ رہی تھیں۔

○ 'صفہ' مسجد نبویؐ کی سرگرمیوں کا ایک اہم ترین پارٹ تھا۔ یہ طالبانِ حق کے لیے بھی ایک شان دار ٹھکانہ تھا اور کمزور و پریشان حال افراد کے لیے بھی ایک بہترین ٹھکانہ تھا۔ دن میں یہاں تعلیمی سرگرمیاں جاری رہتی تھیں اور رات میں ضرورت مند افراد یہاں قیام کرتے تھے۔ صفہ سے متعلق اِن افراد کے کھانے پینے کا نظم معاشرے کی ذمہ رہتا تھا۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے یہاں سے بھی اِن کے لیے کھانا آتا اور آپؐ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے یہاں سے بھی۔

○ مسجد نبویؐ خدمت خلق کا مرکز بھی تھی۔ کوئی مسافر، پریشان حال، مسکین، ضرورت مند آ گیا تو اُس کو یہاں بہترین سہارا ملتا۔ مشہور واقعہ ہے کہ قبیلہ مضر کے لوگ آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے، جو کُرتوں سے بے نیاز، کمبل یا عبا لپیٹے ہوئے اور گلے میں تلوار لٹکائے ہوئے تھے۔ ان کی یہ حالت دیکھ کر آپؐ کا چہرہ مبارک متغیر ہوگیا۔ آپؐ گھر کے اندر گئے اور پھر فوراً ہی باہر نکل آئے اور حضرت بلالؓ سے اذان دینے کے لیے کہا۔ حضرت بلالؓ نے اذان دی پھر اقامت کہی، آپؐ نے نماز پڑھائی اور پھر حاضرین سے خطاب فرمایا۔ آپؐ نے سورۃ النساء کی پہلی آیت اور سورۂ حشر کی ۱۸ ویں آیت پڑھی اور اس کے بعد فرمایا: ''ہر شخص اپنے دینار و درہم، کپڑے، گندم اور جَو کی مقدار میں سے صدقہ وخیرات کرے''۔ پھر فرمایا: ''(خیرات کرو) چاہے کھجور کا ایک ٹکڑا ہی کیوں نہ ہو۔'' لوگ آتے گئے اور کھانے کی چیزوں اور کپڑوں کے ڈھیر لگاتے چلے گئے، جسے دیکھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ آفتاب کی طرح چمک اٹھا۔

○ مسجد نبویؐ اس کے علاوہ دوسری سماجی ضرورتوں کی تکمیل بھی کرتی تھی۔ وفود تشریف لاتے تو انھیں وہاں ٹھیرایا جاتا، رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم یہیں آ کر ان سے ملاقاتیں کرتے اور ان کے سامنے اپنے مشن کا تعارف کراتے۔ یقینا یہ وفود مسلمان نہیں ہوتے تھے، بلکہ روایات میں صراحت کے ساتھ موجود ہے کہ آپؐ نے ایک بار نجران کے ایک بڑے عیسائی وفد کو مسجد نبویؐ میں ٹھیرایا۔ طائف کے مشرک وفد کو بھی آپؐ نے خاص اہتمام کے ساتھ مسجد میں قیام کرایا، اور صحابہ کرامؓ کو اس بات کی ہدایت کی کہ ان کا قیام اس طرح ہونا چاہیے کہ تلاوت قرآن کی آواز ان کے کانوں تک آسانی سے پہنچ سکے۔ اسی طرح آپؐ سے ملنے دُور دراز سے مہمان تشریف لاتے تو مسجد نبویؐ ہی میں ان کے قیام اور ان کی ضیافت کا نظم کیا جاتا۔

عہد حاضر کے تقاضے

یہ نبویؐ معاشرے میں مسجد نبویؐ کے غیر معمولی رول کی چند اہم جھلکیاں ہیں، حالانکہ مسجد نبویؐ کا رول اس سے کہیں زیادہ اہم اور اس سے کہیں زیادہ وسیع اطراف وجوانب کا حامل ہے۔ صحیح بات یہ ہے کہ مسجد نبویؐ ایک آئینہ ہے جس کو سامنے رکھ کر دنیا بھر کی مساجد کا جائزہ لیا جانا چاہیے۔

فی الوقت صورتِ حال یہ ہے کہ اسلامی معاشرے کا یہ اہم ادارہ اپنے کردار سے بڑی حد

تک محروم ہوگیا ہے۔ زمانے کی گرد اِس پر کچھ ایسی چڑھی کہ یہ اپنے کردار کی وسعت اور ہمہ گیری سے بھی محروم ہوگیا اور اپنی افادیت اور تاثیر سے بھی۔ دھیرے دھیرے اس سے وابستگی کا دائرہ بھی کافی محدود اور تنگ ہوتا چلا گیا۔

آج کے گئے گزرے حالات میں بھی بحیثیت مجموعی مسلم معاشرہ روحانی اور فکری طور پر مساجد سے بڑی حد تک وابستگی اور تعلق رکھتا ہے، اور یہاں سے اپنی زندگی میں پیش آنے والے مسائل اور مشکلات میں رہنمائی حاصل کرنے کے لیے ذہنی طور پر خود کو آمادہ محسوس کرتا ہے۔

ضرورت اس بات کی ہے کہ مساجد کو دوبارہ اسلامی تبدیلی کا بنیادی مرکز بنایا جائے۔ اس کی افادیت کو نہ تو پنج وقتہ نمازوں اور تاثیر سے محروم خطباتِ جمعہ تک محدود رکھا جائے، اور نہ مکاتب اور حفظ وتجوید کی کلاسوں ہی تک محدود کر دیا جائے۔

اسلامی تبدیلی کا بنیادی مرکز پہلے مرحلے میں کم ازکم اس طور پر بنایا جائے کہ معاشرہ ہر ہر قدم پر یہاں سے دینی رہنمائی حاصل کر سکے، بالخصوص انسانی زندگی میں پیش آنے والے معاملات سے متعلق صحیح اور بروقت دینی رہنمائی کا یہاں بھرپور انتظام ہو، چاہے یہ معاملات عائلی زندگی سے متعلق ہوں، چاہے کاروباری زندگی سے متعلق ہوں، چاہے زندگی کے دوسرے کسی شعبے سے متعلق ہوں۔

اس کے لیے مسلم معاشرے کو دوبارہ اس مرکز سے وابستہ کرنا ہوگا۔ اس سے وابستگی کے دائرے کو اسی طرح وسیع کرنا ہوگا جس طرح یہ عہد نبویؐ میں تھا۔ مردوں کے ساتھ ساتھ خواتین کو بھی اس سے وابستہ کرنا ہوگا تاکہ وہ اپنی شخصیت کی تزئین اور اپنے گھر کی تعمیر ربانی ہدایات سے واقفیت کی بنیاد پر اور ان کے مطابق کریں۔ بچوں کو بھی اس سے وابستہ کرنا ہوگا تاکہ ان کی اُٹھان مسجد میں آتے جاتے ہوئے اور اسلامی ماحول اور اسلامی رہنمائی سے انسیت اور لگاؤ کے ساتھ ہو۔

مساجد میں امام کے منصب پر ایسے فرد کا تقرر کرنا ہوگا: ۱- جو معاشرے کے درمیان رائج زبان میں اور معاشرے کی ذہنی سطح کو ملحوظ رکھتے ہوئے گفتگو کر سکتا ہو۔ ۲- جو دین اور دینی معاملات کا کم ازکم اتنا فہم رکھتا ہو کہ وہ معاشرے میں اٹھنے والے معمول کے مسائل کو سمجھ سکے اور ان کے سلسلے میں دینی رہنمائی کا فریضہ بھی انجام دے سکے۔

اس وقت صورت حال یہ ہے کہ ایک طرف مساجد اپنے حقیقی کردار اور اپنی حقیقی تاثیر سے

محروم ہیں۔ دوسری طرف ان مساجد کا دامن تنگ سے تنگ تر کردیا گیا ہے۔ مثال کے طور پر خواتین جو ملت کا نصف حصہ ہیں، مساجد میں داخلے اور مساجد کی سرگرمیوں میں شرکت سے یکسر محروم ہیں۔ چنانچہ یہ اسلامی شریعت سے واقفیت بہم پہنچانے والے اور زندگی میں درپیش مختلف امور ومسائل سے متعلق اسلامی تعلیمات سے متعارف کرانے والے، اور بار بار کی تذکیر سے احکامِ الٰہی کو ذہنوں میں جاگزیں کرانے والے ایک اہم اور مستقل ربانی انتظام سے محروم رہ جاتی ہیں۔ بہرحال مساجد کو ان کے حقیقی کردار سے وابستہ کرنا بھی ضروری ہے اور ان کی افادیت کے دائرے کو وسیع سے وسیع تر کرنا بھی ضروری ہے۔ یہی قرآن وسنت کی رہنمائی بھی ہے اور یہی ملت کے موجودہ حالات کا تقاضا بھی۔

یہ بات بھی ذہن میں رہنی چاہیے کہ مسلم معاشرے کی اس مرکز سے عہدنبویؐ جیسی وابستگی اسی صورت ممکن ہوسکے گی، جب کہ اس کی افادیت اور تاثیر میں مطلوبہ حد تک اضافہ ہو، یہاں تک کہ معاشرہ اس کے اندر خودبخود اپنے لیے کشش اور لگاؤ محسوس کرنے لگے۔ مساجد کے منبر سے ہونے والے عربی زبان کے خطبات جن کو سمجھنے سے سامعین مکمل طور پر قاصر ہوتے ہیں، بیانات کے نام پر کچھ ایسے پندونصائح جن کا سامعین کی عملی زندگی سے دُور دُور تک تعلق نہیں ہوتا، یا پھر دورانِ تقریر ایسے مطالبات جو نہ تو شریعت میں مطلوب ہیں اور نہ عام معاشرے ہی کے لیے ان مطالبات کو پورا کرنا ممکن ہے، ان خطبات، بیانات اور تقاریر کے اندر سوائے حصول ثواب کے ’عنصر‘ کے ایسا کچھ نہیں ہوتا جس کی بنیاد پر وہ مسلم معاشرے کے عام افراد کو اپنی جانب متوجہ کرسکیں۔

اس لیے ضروری ہے کہ خطباتِ جمعہ میں خاص طور پر اس امر کا اہتمام کیا جائے کہ تذکیر وتبشیر کے ساتھ ساتھ، مسلم معاشرے اور سامعین کی معاصر زندگی کے حوالے سے دعوت، تلقین اور رہنمائی کی جائے۔